بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ + عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ربوہ
روزنامہ
الفضل
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
فون ۴۴۹
جلد ۳۷ | اتوار ۲۰ شوال ۱۴۰۳ھ ۳۱ وفا ۱۳۶۲ھش ۳۱ جولائی ۱۹۸۳ء | نمبر ۱۷۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے نو تعمیر شدہ دفتر کے افتتاح کی تقریب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے اپنے خطاب اور دعا سے افتتاح فرمایا

لازمی چندہ جات اور صد سالہ جوبلی کے چندہ میں ربوہ میں اضافے کی بڑی گنجائش موجود ہے

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تقریب افتتاح کے موقعہ پر خطاب

• ربوہ ۲۷ وفا جولائی۔ سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج شام ساڑھے چھ بجے کے لگ بھگ دعاؤں کے ساتھ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ کے نو تعمیر شدہ دفتر کا افتتاح فرمایا۔ یہ دفتر پونے دو لاکھ روپے کے خرچ سے مسجد مہدی کی شرقی سمت دو کنال زمین کے قطعہ پر تعمیر کیا گیا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساڑھے چھ بجے شام کے لگ بھگ تشریف لائے۔ حضور کی کار نو تعمیر شدہ دفتر کے پورچ میں آکر رکی جہاں صدر عمومی مکرم مولوی حکیم خورشید احمد صاحب نے آگے بڑھ کر حضور کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں تقریب افتتاح کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم قاری عاشق حسین صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم غلام مصطفیٰ تبسم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شیریں کلام

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی

ترنم سے سنایا۔

اس کے بعد صدر عمومی صاحب نے حضور کی خدمت میں مختصر تعارف پیش کیا۔ اور دفتر کی تعمیر کی تفاصیل کے علاوہ ربوہ کی لوکل انجمن احمدیہ کی کارگزاری کے بارے میں بھی بتایا۔

قریباً پونے سات بجے شام حضور نے مختصر خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا بھی ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتے ہوئے اس عمارت کی تکمیل پر اکٹھے دعا کریں گے۔ اس سے قبل میں مختصر طور پر بعض باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ اس عمارت کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے اور جو چھوٹا سا بیج بویا گیا ہے اپنے فضل سے اس کی نشوونما کے سامان بہم پہنچائے۔ عمارتیں اپنی ذات میں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں لیکن ان عمارتوں کے سہارے تنظیموں کے کاموں کو استقلال اور استحکام ملتا ہے۔ سہولتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے کسی تنظیم کے لئے اچھی عمارت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ کام میں بعض خلا جو عمارت کی تعمیر سے پہلے محسوس نہیں ہوتے۔ بعد میں از خود سامنے آجاتے ہیں۔ اس طرح سے پہلے سے کہیں بڑھ کر عمارت کی تعمیر کے بعد کام شروع ہو جاتا ہے۔

جہاں تک ربوہ میں چندوں کی وصولی کا تعلق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ۱۹۷۴ء کے دور ابتلاء کے بعد ان میں اتنا غیر معمولی اضافہ ہوا ہے کہ اس پر جتنا بھی خدا کا شکر کریں کم ہے۔ اس کے شکر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ تاہم میں نے جو جائزہ لیا ہے اس کے مطابق ابھی بھی ربوہ میں اضافے کی بڑی گنجائش ہے۔ میں اس ضمن میں سرسری جائزہ کے علاوہ تفصیلی جائزہ بھی لیتا رہا ہوں۔ نام بنام سارے ربوہ کا جائزہ تو نہیں لے سکا۔ لیکن مختلف حلقوں کے چیدہ چیدہ لوگوں کا جائزہ لیا ہے۔ اس سرسری جائزے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ربوہ میں اضافے کی بہت بڑی گنجائش موجود ہے۔ جہاں تک کارکنان سلسلہ کا تعلق ہے۔ وہ اپنی آمد نہ چھپاتے ہیں اور نہ چھپا سکتے ہیں۔ لیکن جہاں آمد چھپانے کی گنجائش موجود ہے وہاں خاصی تعداد میں اسے چھپایا جا رہا ہے۔ آمد چھپائیں نہیں۔ اگر آپ کم چندہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو کم ادا کر دیں۔ جتنا حوصلہ ہے اتنی ادائیگی کریں۔ لیکن یہ تو ممکن نہیں کہ آپ کے بچے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہوں اور آپ کے گھر کا معیار زندگی بڑا اعلیٰ ہو رہن سہن آرام دہ ہو اس کے باوجود آپ کی آمدنی ساٹھ روپے ماہوار ہو۔ یہ دھوکا نہ تو خدا کو دیا جا سکتا ہے اور نہ کسی پاگل سے پاگل آدمی کو۔ یہ تو اپنے نفس کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ اور بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔ جب اس معاملے میں چھٹی نہ تھی اس وقت بھی حقیقت چھپا کر جھوٹ بولنا جائز تھا۔ اب جبکہ کہہ دیا گیا ہے کہ جتنا دینا ہے دیں مگر جھوٹ نہ بولیں تو اب تو سچائی کو چھوڑنا کسی قیمت پر جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

باہر کی جماعتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیرت انگیز تبدیلیاں آرہی ہیں۔ پاکستان میں بھی اور بیرونی ممالک میں بھی باہر کے ممالک کا حال یہ ہے کہ شروع میں ایسی چٹھیاں آنی شروع ہوئیں کہ پاکستان سے یہاں آنے کے بعد ابھی پوری طرح سیٹ نہیں ہوئے، قرضوں کا بوجھ ہے، تنگی ہے، اس لئے کم چندہ ادا کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں نے کہا شوق سے اجازت لو۔ مگر یہ اجازت کا خط ان تک پہنچنے سے پہلے ان کا خط آگیا کہ ہم نے بڑی غلطی کی کہ کم چندہ دینے

(باقی دیکھیں ص۸ پر)

احباب اپنے تاثرات بھجوائیں

امسال احباب جماعت احمدیہ نے عید الفطر ایک نئے جذبے سے منائی۔ جو احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اس روز غرباء کے گھروں میں گئے اور ان کے ساتھ میل ملاقات کے ذریعہ عید الفطر منائی وہ اپنے تاثرات جلد تر الفضل کو ارسال کریں تاکہ روحانی لطف و مسرت حاصل کرنے کے ایک نئے تجربہ میں جملہ قارئین کو شریک کیا جا سکے۔ (ادارہ)

اخبار احمدیہ

ربوہ: ۳۰ وفا جولائی۔ حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

"طبیعت بدستور ناساز ہے"

احباب کرام التزام اور توجہ سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کامل عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے آمین۔

• میرے بیٹے عزیزم چوہدری حبیب اللہ احمدی صاحب ایم۔ اے شاہد (استاذ جامعہ احمدیہ) کا نکاح ہمراہ عزیزہ طلعت رحمٰن صاحبہ بنت مکرم عبدالرحمٰن خان صاحب آف کوئٹہ بعوض دس ہزار روپے حق مہر مؤرخہ ۲۲ وفا ۱۳۶۲ھش (۲۲ جولائی ۱۹۸۳ء) بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ کوئٹہ میں مکرم و محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ نے پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں اور سلسلہ کے لیے ہر لحاظ سے باعث برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

(عنایت اللہ احمدی سابق مبلغ انچارج تنزانیہ ۱۲/۲ دارالعلوم غربی ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ ۔ پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ ۔ قیمت: ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طلبہ اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے ملنے اور اس کا قرب حاصل کرنے کی تمنا پیدا کریں

ہم بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھیں گے ہماری رفتار میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا

اگر ہر احمدی خدا کی محبت کے سانچے میں ڈھل جائے تو روحانی انقلاب کے دن دور نہیں رہیں گے

معاشرہ کی برائیوں سے دور رہنے کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ دوسرے لوگوں سے الگ نظر آئیں

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ۲۹ ویں سالانہ پندرہ روزہ تربیتی کلاس سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا افتتاحی خطاب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی ۲۹ ویں سالانہ پندرہ روزہ تربیتی کلاس کے افتتاح کے موقع پر ایوان محمود میں بتاریخ ۲۲ شہادت ۱۳۶۲ ہش، ۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء کو جو خطاب فرمایا تھا اس کا خلاصہ الفضل ۲۵ اپریل میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ خطاب براہ راست ماہنامہ خالد کے شمارہ جولائی ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا ہے۔ شمارہ مذکورہ کے حوالے سے اس کا متن جماعتی ریکارڈ میں محفوظ کرنے کیلئے ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:-

اظہار تشکر

"اللہ تعالیٰ کا یہ بہت ہی بڑا احسان ہے کہ اُس نے اپنے فضل سے اس تربیتی کلاس کو غیر معمولی برکت عطا فرمائی ہے۔ اور جیسا کہ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے مجھ سے بیان کیا اِس دفعہ جس کثرت کے ساتھ نوجوانوں نے لبیک کہا ہے اور مرکز کی آواز پر جس شوق سے یہاں حاضر ہوئے ہیں اس میں خدام الاحمدیہ کی کوششوں کا اتنا دخل نہیں جتنا کسی الٰہی غیبی تحریک کا اثر معلوم ہوتا ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ تمام دنیا میں جماعت کے اندر بیداری کی ایک نئی لہر پیدا ہوتی دکھائی دے رہی ہے جس سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آسمان پر کچھ فیصلے ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ بہت جلد اور تیز رفتاری کے ساتھ اب اِس جماعت کو آگے بڑھائے۔ اس لئے الٰہی فیصلوں کے مطابق ہمیں اپنی زندگیوں کو ڈھالنا چاہیئے۔ خدا کی تقدیر میں جس قدر تیزی آتی دکھائی دے اُسی قدر ہمیں اپنے اعمال میں بھی تیزی پیدا کرنی چاہیئے۔ "پیدا کرنی چاہیئے" کے لفظ تو محاورہ کے اعتبار سے یہاں درست نہ ہوں لیکن مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ خدا کی تقدیر یہ پیدا کرے گی۔ اور جو آثار میں دیکھ رہا ہوں اُن کے مطابق میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ اس تقدیر کے خلاف عمل نہیں کرے گی۔ اور انشاء اللہ ہم بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھیں گے اور دن بدن ہماری رفتار میں اور بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا و باللہ التوفیق۔

تدریس کا مختصر پروگرام

جہاں تک تربیتی کلاس کے پروگرام کا تعلق ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے گزشتہ تربیتی کلاس میں میں نے یہ ہدایت دی تھی کہ بہت لمبے پروگرام نہ رکھے جائیں۔ مختصراً ایک بنیادی آیت کو پکڑیں، ایک بنیادی دلیل کو لیں اور کوشش یہ کریں کہ پندرہ دن کے اندر جو کچھ یاد کروانا ہے وہ یہیں یاد کروا دیا جائے۔ ایسا بوجھل پروگرام جس میں ذہن وقتی طور پر محنت کر کے اخذ بھی کرے تب بھی مستقل اُس کو سنبھال نہیں سکتا۔ ایسا پروگرام مفید نہیں ہوا کرتا۔

تربیتی کلاس اور اساتذہ کی ذمہ داری

جہاں تک علمی تربیت کا تعلق ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ موجودہ پروگرام ہمارے طلبہ کے علمی معیار کے لحاظ سے انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ مفید اور موزوں ثابت ہوگا۔ اس میں بڑی حد تک اساتذہ کا بھی دخل ہے۔ اگر اچھے اساتذہ مہیا ہوں۔ ذہانت کے ساتھ اور محنت کے ساتھ تیاری کر کے پروگرام کو ذہن نشین کروانے کی کوشش کریں تو نصاب خواہ کیسا ہی ہو، اساتذہ کی محنت سے بہت اچھے نتائج نکل آتے ہیں اور اس کے برعکس بعض دفعہ اچھے نصاب کو بھی بعض اساتذہ ضائع کر دیتے ہیں۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ اساتذہ بھی اس طرف انشاء اللہ تعالیٰ توجہ کریں گے اور پہلے بھی کر رہے ہیں۔ پھر جو بھی کلاس میں بیان کریں اس بات پر انحصار نہ کریں کہ طلبہ نوٹ لے لیں گے اور بعد میں یاد کرتے رہیں گے بلکہ کوشش یہ کریں اور طرز بیان ایسی ہونی چاہیئے کہ ساتھ ساتھ وہ بات جذب ہوتی چلی جائے۔

تربیتی کلاس کا اصل مقصد

دوسرا حصہ تربیت سے تعلق رکھتا ہے۔ تربیت کے متعلق سب سے زیادہ زور اِس بات پر دینا چاہیئے کہ جو احمدی طالب علم یہاں آتا ہے اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم ہو جائے اور یہ نمایاں احساس لے کر یہاں سے واپس جائے کہ اُس نے گویا سب سے عظیم اور نہ ختم ہونے والے خزانہ کی راہ پالی ہے وہ یہاں سے ایک اعتماد لے کر جائے اور یہ یقین لے کر جائے کہ آج کے بعد میں نے اللہ کا بننا ہے اور اللہ نے میرا ہو جانا ہے۔ یہ وہ مرکزی چیز ہے جس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر یہ حاصل ہو جائے تو پھر ساری علمی کمزوریاں دُور ہو جاتی ہیں۔ تمام تربیتی کمزوریاں ختم ہو جاتی ہیں اور انسان ایک عظیم الشان اور نہ ختم ہونے والے تعمیری دَور میں داخل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ، ایک چھوٹے سے دل کے ایک لمحہ کے ارادہ کا نام ہے۔ ہر انسان پر ایسے مواقع آجاتے ہیں جب وہ اپنے دل میں کوئی ارادہ کرتا ہے اُس کے لئے کتنا وقت صرف ہوتا ہے، ہماری زبان میں وہ لفظ نہیں ہیں کہ ہم اُس کا اظہار کر سکیں۔ آناً فاناً ایک دل کی کایا پلٹ جاتی ہے اور اس کے بعد انسان کی بھی اس کے ساتھ کایا پلٹنی شروع ہو جاتی ہے۔ کُنْ کا جو لمحہ ہے وہ تو اتنا تھوڑا ہوتا ہے کہ بیان میں ہی نہیں آسکتا۔ لیکن "یَکُوْنُ" کا دَور ایسا ہوتا ہے کہ نہ ختم ہونے والا دَور ہوتا ہے۔

کامیاب دعوت الی اللہ کس صورت میں ممکن ہے

پس طلبہ اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے ملنے اور اُس کا قُرب حاصل کرنے کی تمنا پیدا کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا کی تقدیر اس کو کس طرح ہمیشہ یقین میں تبدیل کرتی رہے گی اور ہمیشہ اُن کے اعمال میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہوتی رہے گی۔ اِس وقت اِس دَور میں جبکہ ساری جماعت داعی الی اللہ بننے کے لئے کوشاں ہے سب سے زیادہ ضرورت دلیل کی نہیں بلکہ اللہ کی تائید کی ہے۔ جس کی طرف بُلانا ہے اُس کی حمایت و نصرت ساتھ ہو تو دلیلیں یاد ہوں یا نہ ہوں آپ کے الفاظ میں، آپ کی کوششوں میں برکت پڑے گی۔ ظاہر ہے جس ہستی کی طرف بلانا ہے اگر اس سے تعلق نہیں ہے تو پھر لاکھ دلائل ہوں آپ کی آواز میں کوئی اثر اور برکت نہیں ہوگی اس لئے داعی الی اللہ بننے کے لئے مرکزی اور سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ جس کی طرف بُلا رہے ہیں اُس سے کچھ پیار تو پیدا ہو، اُس کی طرف توجہ ہو۔ دل میں یہ یقین ہو کہ ہاں میں اُس کی طرف لوگوں کو بُلانے کا حق رکھتا ہوں اس لئے کہ میں خود بھی تو اُس کی طرف جا رہا ہوں۔ جس رستے پر انسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بڑے یقین کے ساتھ چل رہا ہو وہ دوسروں کو بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ تم بھی اس طرف آؤ۔ لیکن جس رستے پر وہ خود جا ہی نہ رہا ہو اُس پر بلانے کا اُسے کیا حق ہے۔ اور دنیا دیکھ لیتی ہے، سمجھ لیتی ہے یہ نہ سمجھیں کہ دنیا کو پتہ نہیں لگتا۔ دنیا کو اچھی طرح علم ہو جاتا ہے کہ جس رستہ کی طرف ہمیں بلایا جا رہا ہے اُس رستہ پر بلانے والا خود بھی چل رہا ہے یا نہیں۔

ایک تضاد، ایک حقیقت

امرِ واقعہ یہ ہے کہ جماعتِ احمدیہ کو "غیر مسلم" کہنے کے باوجود، "خدا سے دور" کہنے کے باوجود اکثر لوگوں کے دل کی آواز یہی ہے کہ ہیں یہ خدا کی طرف جانے والے۔ اس لئے اگر کسی احمدی سے کوئی ادنیٰ سا قصور بھی سرزد ہو جائے تو اُس پر بڑے اعتراض کرتے ہیں اور یہ اُن کی زندگی کا ایک نمایاں تضاد ہے۔ اگر وہ ہمیں حقیقتاً "غیر مسلم" سمجھتے ہوں، اگر وہ ہمیں حقیقتاً "خدا سے دُور" اور "دہریہ" اور "بے دین" سمجھتے ہوں تو جماعت کے کردار میں خوبی پر اعتراض آنا چاہیئے نہ کہ بُرائی پر اعتراض آنا چاہیئے۔ پھر تو اگر جماعت سے کوئی اچھا کام سرزد ہو اُن کو تعجب ہونا چاہیئے کہ یہ کیا حرکت ہوئی۔ یہ تو ہمارے تصور کے بالکل خلاف بات ہے کجا یہ کہ جماعت کے کسی فرد سے بُرائی سرزد ہو تو اُس پر زبانِ طعن دراز کریں اور کہیں کہ تم یہ کیسا کام کر رہے ہو، تم نے تو یہ حرکت کی۔ چنانچہ مجھے سال میں بہت سے ایسے خطوط بھی ملتے ہیں جن میں غیر از جماعت دوست بڑے دُکھ کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ فلاں احمدی نے بُرا نمونہ دکھایا ہے۔ فلاں احمدی نے فلاں کے پیسے مار لئے ہیں۔ فلاں احمدی نے فلاں بیوہ کا حق غصب کر لیا ہے۔ اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا براہِ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا، اُن کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی ہوتی۔ لیکن اُن کے دل سے بے ساختہ تعجب کی آواز اُٹھتی ہے اور وہ مجھے مطلع کرتے ہیں کہ ہم احمدی تو نہیں لیکن آپ کی جماعت کو یہ زیب نہیں دیتا، اس کے شایانِ شان نہیں۔

پس معلوم یہ ہوا کہ دل کے اندر کی آواز یہی ہے کہ ہیں یہ خدا والے لوگ۔ ہم جو کچھ بھی ان کو کہیں لیکن ہماری توقعات ان سے یہی رہیں گی کہ یہ خدا والے لوگ ہیں اور خدا والی عادات ان کے اندر پیدا ہونی چاہئیں۔ پس اس نقطۂ نگاہ سے بھی آپ کو خدا والا بننا ہوگا۔ اس کے بغیر آپ احمدیت میں اینٹ دکھائی نہیں دیتے۔ یعنی یوں لگے گا جیسے کسی اور جگہ کی چیز کسی اور جگہ لگا دی گئی۔ جس طرح ایک بے تعلق سی اینٹ کسی تعمیر میں لگا دی جائے تو وہ بڑی عجیب لگتی ہے اور بُری دکھائی دیتی ہے ویسی ہی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے آپ جماعت احمدیہ کے مزاج کے مطابق، اُس جماعت احمدیہ کے مطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بنانا چاہتے ہیں۔ کسی ایک مقام کی جماعت احمدیہ مراد نہیں بلکہ آپ اس جماعت احمدیہ کے مزاج کے مطابق بنیں جس کی تعمیر کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے۔ وہ اینٹیں ثابت ہوں جو عمارت میں سجتی ہیں۔ اور آپ تب اس میں سجیں گے اگر ہر اینٹ اللہ والی اینٹ ہو۔ نظر آتا ہو کہ یہ خدا کی محبت کے سانچے میں، اس کے قالب میں ڈھالی گئی ہے۔ یہ نمایاں وصف اگر ہر احمدی میں پیدا ہو جائے اور اُس کی زندگی میں جاری ہو جائے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اسلام کی فتح کے دن دُور نہیں ہیں۔ پھر یقیناً اللہ کی نصرت ایک موسلا دھار بارش کی طرح ہم پر برسے گی اور بہت جلد ہم اُس روحانی انقلاب کو دیکھیں گے جس کی تمنا میں ہم انتظار کے دن کاٹ رہے ہیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ کو ایک ضروری ہدایت

ایک تیسری بات میں اس موقع پر یہ کہوں گا کہ ایسے اجتماعات سے کچھ ضمنی استفادے بھی کرنے چاہئیں۔ مختلف اضلاع کی مختلف جماعتوں کے نوجوان اس کلاس میں شامل ہوتے ہیں۔ تربیت کے معیار کو جانچنے اور اُن کے رُجحانات کا پتہ لگانے کے لئے یہ ایک بہت اچھا موقع ہے۔ اس کو SPECIMEN STUDY کہتے ہیں۔ یعنی نمونۃً ہمیں یہ جائزہ لینے کا انتظام کرنا چاہیئے کہ گجرات کا احمدی نوجوان کیسا ہے۔ سرگودھا کا احمدی نوجوان کیسا ہے۔ فیصل آباد کا احمدی نوجوان کیسا ہے اور ان کے اندر احمدیت کس حد تک رچی بسی ہوئی ہے۔ اور اس STUDY کے لئے اگر ذہانت کے ساتھ PROFORMA تیار کر لیا جائے تو بہت بہتر ہے۔ جس طرح سوشل ورکرز فارم بھرتے ہیں نمونے تیار کرنے کے لئے اسی طرح ربوہ کے بعض خدام مل کر سوالنامہ تیار کریں جسے سامنے رکھ کر ان طلباء سے جواب لے کر خانہ پُری کرتے رہیں۔ بعد میں ایسے اعداد و شمار کا تجزیہ کافی مفید نتائج پیدا کیا کرتا ہے۔ مرکز نے سارے پاکستان کے احمدی نوجوانوں کی خصوصیت کے ساتھ تربیت کرنی ہے۔ ویسے تو سارے دنیا کے نوجوانوں کی تربیت کرنی ہے۔ لیکن چونکہ بیرونی ممالک کے نوجوانوں سے رابطہ کم ہوتا ہے پاکستان کے نوجوانوں سے رابطہ زیادہ ہوتا ہے اور پہلا ماڈل جو احمدیت کا تیار ہوتا ہے وہ بہرحال پاکستان ہی میں ہوگا۔ جہاں مرکز ہوتا ہے وہیں سے ماڈل چلا کرتا ہے۔ پس ماڈل تیار کرنے کے لئے اعداد و شمار کا اکٹھا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جب تک مجلس خدام الاحمدیہ کی گہری اور تفصیلی نظر نہ ہو کہ کس کس علاقہ میں کیا کمزوریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ کیا خوبیاں پیدا ہو رہی ہیں، کن خوبیوں کو آگے بڑھانا ہے۔ کن کمزوریوں کو دور کرنا ہے۔ اس وقت وہ ایک جامع اور مانع پروگرام تیار نہیں کر سکتے۔

ٹوپی پہننا قومی شعار ہے

ایک چیز جو مثلاً سرسری طور پر بھی نظر آ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ابھی تک ہمارے نوجوانوں میں ٹوپی پہننے کا رواج نہیں ہے اور دوسری بات جو سرسری طور پر نظر آ جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ٹوپی کا رواج نہیں ہے۔ لیکن یہ احساس پیدا ہوگیا ہے کہ بعض اہم مواقع پر ہمیں ٹوپی پہننی چاہیئے۔ اگر یہ احساس نہ ہوتا تو اس وقت سر پر تولیئے یا رومال یا اس قسم کے دوسرے کپڑے نہ لپیٹے جاتے۔ پس اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کمزوری تو ہے لیکن اس کمزوری کو دور کرنے کا احساس بھی پایا جاتا ہے۔ اس احساس سے استفادہ کرنا چاہیئے۔ نوجوانوں کو بتانا چاہیئے کہ ہم ٹوپی کیوں پہنتے ہیں اور اس کے کیا فوائد ہیں اور اس کے جو نقصان نظر آتے ہیں۔ وہ دراصل نقصان نہیں ہیں۔ وہ آپ کے کردار کی تعمیر کے لئے ضروری ہیں۔

عام طور پر نوجوان کو ٹوپی پہننے کا جو سب سے بڑا نقصان نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ باقی سوسائٹی جو اس وقت کلیتہً آزاد ہوتی چلی جا رہی ہے اور غیر ذمہ دار ہوتی چلی جا رہی ہے اس میں وہ ایک مولوی کے طور پر شمار ہوگا۔ دنیا سمجھے گی ایک بیوقوف سا لڑکا ہے۔ جو اگلے وقتوں کا آدمی ہے اور عجیب و غریب اس کی شخصیت ہے حالانکہ میں تو اللہ کے فضل سے بڑا ذہین ہوں، میں تو بڑا تیز طرار ہوں ــــ میں کیوں اس قسم کے بیوقوف لڑکوں میں شمار ہوں۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ٹوپی اتار کر پھینکوں اور ان جیسا نظر آؤں۔

قومی کردار اور اس کی عظمتِ شان

دراصل یہ ایک احساسِ کمتری ہے جو ٹوپی نہ پہننے کا سبب ہے۔ لیکن اگر انسان غور کرے تو بھی اس کے کردار کی تعمیر کے لئے ایک خزانہ موجود ہے۔ انسان سوچے کہ مجھے دنیا کی باتوں کی کیا پرواہ ہے۔ میں نے تو اپنے اندر عمدہ کردار پیدا کرنا ہے اعلیٰ مقاصد کی خاطر۔ میں زندہ ہوں کچھ اور لوگوں کے لئے اور کسی اور ذات کو خوش کرنے کے لئے۔ اور وہ ایک ذات اللہ کی ذات ہے۔ اس لئے میں اپنی طبیعت اور اپنے مزاج کو اس کے مطابق ڈھالوں گا۔ وہ لوگ اللہ والے لوگ ہیں جنہوں نے معاشرہ کی تعمیر میں اللہ سے سیکھ کر عظیم الشان کام کئے ہیں اور ان کے مزاج کے مطابق اگر احمدی ڈھلنے لگے اس نیت کے ساتھ کہ اللہ کو راضی کرنا ہے۔ اور اللہ کی خاطر جو معاشرہ قائم کیا گیا تھا۔ آنحضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کے ذریعہ اور پھر اس کا احیائے نو ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ساتھیوں کے ذریعہ اس معاشرہ کو میں نے قائم کرنا ہے۔ مجھ پر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ میں باقی لوگوں سے مختلف ہوں۔ اس لئے جب آپ خدا کی خاطر ایک نئے معاشرہ کو جنم دینے کی نیت کے ساتھ ایک ایسا فعل کرتے ہیں جو دنیا کی نظروں میں معیوب اور اگلے وقتوں کا فعل ہے تو آپ کے دل سے ایک عزت کی آواز اٹھے گی۔ آپ کے دل میں ایک ولولہ پیدا ہوگا۔ جس کے نتیجہ میں آپ کے کردار کی تعمیر ہوگی۔ آپ محسوس کریں گے کہ یہ بے وقوف نہیں جانتے کہ میں کیوں ایسا کر رہا ہوں۔ ان کی ہنسی پر آپ کے دل میں یہ احساس پیدا ہوگا۔ کہ جتنا مجھ پر مذاق کر رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں۔ ان کو کیا پتہ کہ میں اپنے اللہ کی نظر میں اور پیارا ہو رہا ہوں۔ اُن کو نہیں پتہ کہ خدا کی نظرِ محبت مجھ پر پڑ رہی ہے۔ پس جب یہ چھوٹی سی عمر کا نوجوان معاشرہ میں بہہ جانے کی بجائے صرف خدا کی خوشنودی کے لئے ایک فعل کر رہا ہوتا ہے تو اس سے اُس کے کردار کی تعمیر میں جو عظیم الشان فائدہ پہنچتا ہے اس کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے اگرچہ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن اس سے عظیم الشان قومی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

دوسرے آپ کو لوگوں سے الگ نظر آنا چاہیئے کیونکہ معاشرہ کی برائیوں سے دُور رکھنے کیلئے آپ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آپ دوسروں سے الگ دکھائی دیں تاکہ آپ کے دل میں اگر بھی بدی کا چور داخل بھی ہو تو دوسری سوسائٹی آپ کو اپنے اندر جذب نہ ہونے دے۔ وہ یہ کہیں کہ نہیں جی آپ تو ہمارے ساتھ ملتے ہی نہیں آپ اور قسم کی چیز ہیں۔

سر ڈھانپنے کے ظاہری فوائد

پھر ٹوپی پہننے کے نتیجہ میں میں نے دیکھا ہے کہ یہ فائدہ بڑی تفصیل کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حاصل ہوتا ہے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ تفصیل کے ساتھ فائدہ حاصل ہوتا ہے تو میرے ذہن میں ایک تفصیل موجود ہے) میں نے کالج کے زمانہ میں احمدی لڑکوں کو دیکھا جو ٹوپی پہنتے تھے یا پگڑی استعمال کرتے تھے وہ بہت سی برائیوں سے بچائے گئے۔ وہ بہت سی ایسی جگہوں میں شامل ہو ہی نہیں سکتے تھے جن جگہوں پر غیر ذمہ داری کے کام کئے جاتے تھے۔ کیونکہ لوگ پھر یہ توقع نہیں رکھتے۔ کہ ٹوپی اور یہ حرکت! یہ ویسی ہی بات ہے جس طرح داڑھی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ داڑھی رکھنے والا چاہے کسی نیت سے داڑھی رکھ رہا ہو اس کے ساتھ ایک نیکی اور خاص قسم کا عمل وابستہ ہو جاتا ہے۔ ایک سائیکل والے کا لطیفہ آپ نے سنا ہوگا وہ اسی وجہ سے مشہور ہوا ہے تو وہ ایک لطیفہ مگر اس کے پیچھے ایک حکمت ہے۔

ایک پُر حکمت لطیفہ

کہتے ہیں ایک شخص جس کی داڑھی تھی وہ ایک دفعہ سائیکل چلا رہا تھا تو اس کی کسی آدمی کے ساتھ ٹکر ہو گئی تو مڑ کر اس آدمی نے کہا کہ اتنی بڑی داڑھی رکھی ہوئی ہے اور مجھے ٹکر مار دی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ داڑھی رکھی ہے کوئی بریک تو نہیں ہے۔ یہ ہے تو ایک لطیفہ لیکن اس کے پیچھے ایک حکمت کی بات پنہاں ہے اور داڑھی کو ایک COMPLEMENT ہے۔ اس نے جواب تو دے دیا اور اپنا بدلہ اتار لیا۔ لیکن کہنے والے کا اصل مقصد یہ تھا کہ تمہاری داڑھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کا نشان ہے۔ آپؐ کی عظمت شان کی یاد دلاتی ہے۔ کہنے والے کا مقصد یہ تھا کہ جس کردار کے نام پر اور جس محبت کی خاطر تم نے یہ داڑھی رکھی ہے ویسا ہی تمہارا کردار بھی تو ہونا چاہیئے۔ یہ دلیل تھی تفصیل کی۔ لیکن نہ کہنے والے کے شعور میں اس وقت CONSCIOUSLY یعنی شعوری طور پر یا بالارادہ یہ بات ذہن میں نہ ہو نہ جواب دینے والے کو یہ سمجھ آئی ہوگی کہ یہ کیوں کہتا ہے لیکن اگر آپ نفسیاتی لحاظ سے اس کا جائزہ لیں تو اصل حکمت معلوم ہو جاتی ہے۔ جو اس کے پس پردہ کارفرما ہے۔

پس بعض چیزیں بعض قسم کے کردار کا نشان بن جاتی ہیں ان کی طرف ذمہ داریاں منسوب ہو جاتی ہیں اور ان چیزوں کے ساتھ غیر ذمہ دارانہ حرکتیں کرتے ہوئے وہ خود بھی اجنبیت محسوس کرتے ہیں اور دیکھنے والا بھی سمجھتا ہے کہ ان کے طرز عمل کے ساتھ یہ چیز لگتا نہیں کھا رہی۔ اس لئے ٹوپی ہمارے نوجوانوں کے کردار کی تعمیر میں ایک بہت بڑا کام سرانجام دے گی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس پر غیر معمولی زور دیا کرتے تھے اس وقت ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی کہ اتنا زور کیوں ہے۔ لیکن بعد میں ذہنی پختگی کے ساتھ سمجھ آنی شروع ہو گئی کہ یہ ہے تو چھوٹی چیز لیکن بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

طلبہ میں نمایاں تبدیلی پیدا کریں

پس یہ ایک نمونہ ہے اور مثال کے طور پر مجلس خدام الاحمدیہ کو یہ بتانا چاہتا ہوں، کہ چھوٹی چھوٹی OBSERVATIONS یعنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو نوٹ کریں اور پھر ان پر بنا کرتے ہوئے تربیت کا ایک پروگرام بنائیں اور یہ کوشش کریں کہ اس فیکٹری میں جس طرف سے لوگ داخل ہوئے ہیں داخل ہونے والے کے معیار سے اس معیار کا بہت فرق ہونا چاہیئے جس طرف سے لوگ ڈھل کر باہر نکل رہے ہیں۔ فیکٹری میں RAW MATERIAL ایک طرف سے داخل ہوتا ہے تو اس کی شکل اور ہوتی ہے اور جب وہ ڈھل کر باہر نکل رہا ہوتا ہے تو اس کی شکل بالکل اور ہو چکی ہوتی ہے۔ مثلاً بانس کو جب کاغذ میں ڈھال رہے ہوتے ہیں تو آپ نے شاید کبھی دیکھا نہیں میں نے وہ کارخانہ دیکھا ہے حیرت ہوتی ہے کیسا انقلاب برپا ہوا۔ ایک طرف بہت بڑے بڑے بانس ہیں ان کے موٹے موٹے ٹکڑے کٹ کر اندر جا رہے ہیں اور دوسری طرف سے نہایت ملائم SHEETS یعنی سفید کاغذ کے بڑے خوبصورت تختے باہر نکل رہے ہوتے ہیں۔

پس اگر دنیا کے کارخانہ دار یہ عظیم الشان تبدیلیاں پیدا کر لیتے ہیں تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کارخانہ دار کیوں ایسی عظیم الشان تبدیلیاں پیدا نہ کریں اس لئے ہمارے عزیز طلباء کے یہاں آتے وقت کا معیار اور ہونا چاہیئے اور پھر جاتے وقت کا معیار بالکل اور ہونا چاہیئے۔ ایک نمایاں فرق پیدا ہونا چاہیئے۔ جاتی دفعہ ان کے اندر ایک حسن پیدا ہو اور محسوس ہو کہ ہاں کچھ تبدیل ہو کر یہ بچے نکلے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ارشاد پر جذبۂ خدمت خلق سے عید الفطر منانے کی روداد (2)

ایک عجیب خوشی کی لہر

میرے وجود میں گردش کر رہی تھی

ربوہ کے ایک واقف زندگی نوجوان دوست رقم فرماتے ہیں:۔

"حضور ایدہ اللہ کے خطبہ عید الفطر میں بیان فرمودہ عید منانے کے طریق اختیار کر کے قلب و روح نے اس قدر خوشیاں لوٹیں کہ آج تک اتنی خوشیوں والی عید نہیں منائی۔ حضور کا خطبہ سننے کے بعد میں نے اپنے پاس موجود رقم کا جائزہ لیا۔ جتنی رقم موجود تھی۔ وہ لے کر نکل کھڑا ہوا اور اپنے محلہ کے تین غریب گھروں میں جا کر ان کے بچوں کو عیدی دی۔ یہ بچے غیر متوقع طور پر عیدی پا کر خوشی سے اچھلنے لگے۔ ان معصوموں کو یہ خوشیاں دے کر مجھے جو روحانی خوشی میسر ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔

بے اختیار دل میں آیا۔ کاش! میرے پاس کچھ اور رقم ہوتی تو میں اور بھی خوشیاں لوٹتا۔ دل میں یہ حسرت ایک طوفان بن کر اٹھی اور ان کہی دعائیں ڈھل گئی۔

چند گھنٹوں کے بعد میرے مولا نے مجھ پر رحم کیا اور کچھ اور رقم مل گئی۔ میرے سوکھے دھانوں پر جیسے پانی پڑ گیا۔ فوراً اٹھا ایک غریب گھر گیا۔ آٹھ بچے اور میاں بیوی۔ روزانہ کا گذارا مشکل تھا عید کیا مناتے؟ میں نے یہ ساری رقم ان بچوں کو عیدی کے طور پر دیدی۔ اور میری زندگی میں خوشیوں کی ایک اور لہر آئی۔ ایسی خوشی میں نے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ دل خدا کے شکر سے لبریز ہو گیا۔

گھر گیا۔ تو تھوڑی دیر کے بعد کچھ اور رقم میسر آ گئی۔ ابھی عید کا دن باقی تھا۔ خوشیاں لوٹنے کا وقت ابھی باقی تھا۔ میں پھر اٹھا راستے بھر اپنے آقا ایدہ اللہ کے لئے دعائیں کرتا گیا جن کی تحریک سے میرے انگ انگ سے خوشیوں کے سوتے پھوٹ رہے تھے یہ رقم میں نے مزید تین گھرانوں کے بچوں میں بطور عیدی تقسیم کر دی۔ جس بچے کی ہتھیلی پر میں رقم رکھتا اس کے چہرے پر خوشی کے جو رنگ آتے وہ میری آنکھوں میں نمی بن کر تیر جاتے۔ ان بچوں کے والدین کی دعائیں مجھے زندگی کا سب سے قیمتی خزانہ معلوم ہوئیں

اب مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ آج کی نماز بھی مجھے عجیب لذت دے رہی تھی۔ آج مجھے احساس ہوا کہ اگر خدا کا فضل شامل حال ہو تو مجھ ایسا حقیر اور ناکارہ وجود بھی کارآمد وجود بن سکتا ہے۔ اے کاش! ایسا ہی ہو! اللہ تعالیٰ میرے پیارے آقا کو دنیا بھر کی تمام خوشیاں دے دے۔ انہیں ہم کمزور احمدیوں کا کوئی دکھ نہ دکھائے۔ جنہوں نے ہمیں ایک پُر لطف یادگار عید سے روشناس کروا دیا!

ربوہ کے ایک اور دوست لکھتے ہیں:۔

"میں نے عید الفطر ربوہ میں ادا کی۔ مگر اس کے فوراً بعد میرا ارادہ ضلع فیصل آباد میں واقع اپنے گاؤں میں جانے کا تھا۔ مسجد اقصیٰ سے لاری اڈے تک جانے میں آج جلدی اس وجہ سے نہیں تھی کہ گھر والوں سے عید ملنے جانا تھا۔ بلکہ جلدی اس لئے تھی کہ میں اپنے گاؤں والوں کو عید الفطر منانے کے بارے میں حضور کے فرمودات سے آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ میں شام تین بجے گاؤں پہنچا۔ گھر میں سامان رکھا اور بغیر کچھ کھائے پیئے نکل کھڑا ہوا۔ گاؤں کے امیر صاحب۔ قائد صاحب زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری امور عامہ کو اکٹھا کیا اور حضور کے ارشاد سے آگاہ کیا۔ نماز عصر کے بعد ساری جماعت کو حضور کا ارشاد پہنچایا۔ غرباء کی فہرستیں تیار ہو چکی تھیں احباب کرام عید الفطر کا ایک نیا لطف اٹھانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے تیار ہو گئے۔

خاکسار اپنی والدہ صاحبہ کے ہمراہ نعوب کی نماز کے بعد ایک غریب گھرانے میں "عید مبارک" کہنے گیا۔ ہم نے ایک ایسے نادار گھرانے کا انتخاب کیا جو احمدی نہیں تھا۔ اس گھر کی حالت دیکھ کر انسان پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ اس گھرانے کے کل سات افراد ہیں۔ ایک نوجوان جس کے چار چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اس کے علاوہ اس کی بیوی اور والدہ نوجوان کا والد چند ماہ ہوئے فوت ہو گیا ہے گھر کی حالت بہت ہی خراب تھی۔ نوجوان معمولی محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتا ہے مگر بدقسمتی سے چند ماہ قبل اس کا پاؤں ایک حادثے میں خراب ہو گیا۔ اب وہ مزدوری کرنے کے بھی قابل نہیں۔ اب گھر کا خرچ صدقہ و خیرات پر چل رہا تھا۔

جب میں اپنی والدہ کے ہمراہ اس گھرانے میں پہنچا تو ہمیں دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئے میری والدہ نے بتایا کہ ہم آپ کو "عید مبارک" کہنے آئے ہیں۔ ہم اپنے ساتھ چاول لے کر گئے تھے وہ ان کو دیئے کہ پکا کر بچوں کو کھلا دینا۔ میری والدہ نے بچوں کو عیدی بھی دی ہم وہاں جتنی دیر بیٹھے رہے۔ نوجوان کی بوڑھی والدہ ہمیں دعائیں دیتی رہی اور جب ہم اُٹھ کر آنے لگے تو اس بوڑھی خاتون نے میرے سر پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر پیار دیا اور مجھے ڈھیروں دعائیں دیں۔ وہ لمحہ میرے لئے روحانی مسرتوں اور ابدی خوشیوں کا لمحہ تھا جس کو میں کبھی نہ بھلا سکوں گا۔ ہم اُٹھ کر اپنے گھر آنے لگے تو میرے دل میں ایک عجیب احساس پیدا ہو رہا تھا اور ایک ایسی خوشی کی لہر میرے وجود میں گردش کر رہی تھی جسے صرف میں ہی محسوس کر سکتا تھا۔ مگر میں اسے صحیح طور پر بیان نہیں کر سکتا۔

مجھے یقین ہے کہ جس احمدی نے بھی امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے غرباء کے گھروں میں جا کر عید کی مبارکباد دی ہو گی۔ اس نے میرے جیسی لازوال مسرت اور خوشی محسوس کی ہو گی۔

واپسی پر میرا دل خوشیوں سے لبریز بھی تھا اور غم سے ملول بھی۔ خوشی اور غم کے دو دھارے میرے دل میں بہہ رہے تھے۔ خوشی اس بات کی تھی امامِ وقت کی تحریک پر لبیک کہنے کی توفیق پائی۔ غم اس بات کا تھا کہ آج جو روحانی مسرت ایک غریب کے گھر سے ملی تھی۔ آج تک اس سے محروم تھا۔ خوشی اور غم کے انہی دھاروں میں والدہ صاحبہ کے ہمراہ واپس گھر پہنچا۔ اس غریب گھرانے کی بے بسی اور حالِ زار پر رونا آتا تھا۔ ان کے لئے دعا کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا کی اور میں نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی کہ الٰہی ان پر اپنا رحم نازل فرما ان کی مالی طور پر دستگیری فرما۔ ان کی مشکلات دور فرما دے۔

امسال عید کی خوشی ایک نرالی خوشی تھی میں نے یہ پختہ ارادہ کیا کہ آئندہ بھی ہر عید کے موقع پر غرباء کو اپنی خوشیوں میں شامل کروں گا اور ان کے غم بانٹنے کی حتی المقدور کوشش کروں گا۔ خدا تعالیٰ مجھے اس کی توفیق عطا کرے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

پیاری یادیں

مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ ربوہ

میرے والد محترم محمد اسد اللہ قریشی صاحب ربوہ کو اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے کے باعث اس دارِ فانی سے رحلت فرما کر اللہ کے حضور جا حاضر ہوئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

بوقت وفات آپ کوٹلی (آزاد کشمیر) میں بحیثیت مربی اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ آپکا جسدِ خاکی وہاں کی جماعت نے ہی ربوہ پہنچایا اور موصی ہونے کے باعث مقبرہ بہشتی میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ کی پیدائش تحصیل پندوارہ ضلع بارہ مولہ کشمیر (بھارت) کے ایک اسلامی اور علمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد پیر محمد سلمان قریشی ایک نیک بزرگ تھے۔ آپ کشمیری الاصل ہیں آپ کا خاندان اور سب اقرباء آج بھی کشمیر میں رہائش پذیر ہیں۔ آپ نے مڈل تک تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں ہی حاصل کی۔ تحصیل علم کا بڑا شوق تھا پنجاب میں علم کا شہرہ سنا تو علم کے شوق میں ہی ۱۵ برس کی عمر میں گھر چھوڑ کر پنجاب جیسے دور دراز اور اجنبی علاقہ میں چلے آئے۔ اور اس چھوٹی عمر میں ہی پردیس کی اور مسافرانہ مشکلات جھیلنا پڑیں یوں شروع سے ہی آپ نے بڑی دلیری کیساتھ گھر کی آسائشوں اور آرام کو خیرباد کہہ دیا۔ پنجاب میں آپ نے گجرات، ٹیکسلا، راولپنڈی وغیرہ مختلف جگہوں کے علمی اور دینی مدارس میں تعلیم حاصل کی۔ عربی و نحو اور گرامر وغیرہ میں مہارت حاصل کی۔

آپ نے پنجاب کے مشہور مفسر قرآن جناب مولوی غلام اللہ خانصاحب سے تفسیر قرآن اور علم حدیث و کتبِ عربی سیکھے اور پڑھے۔ قرآن کریم کی آیات پر غور کرتے رہنا، انکو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتے رہنا آپ کی عادت تھی۔ آپ نے خود بھی قرآن شریف کی ایک تفسیر بنام "تفسیر اسدی" مرتب کی ہے جو کہ فی الحال غیر مطبوعہ ہے۔

حصولِ تعلیم کے دوران آپ اپنا ذریعہ معاش بھی خود پیدا کرتے رہے۔ پاکستان میں مختلف جگہوں اور علاقوں میں ٹیچر کے فرائض بھی انجام دیئے۔ کچھ عرصہ کپڑے کا کاروبار بھی کیا بہرحال خود کفیل رہے اور پڑھائی بھی جاری رکھی۔ اس سے آپ کی قوتِ ارادی اور ہمت بلند و حوصلگی کا پتہ چلتا ہے۔

محترم بشیر احمد صاحب بھٹی راولپنڈی (مرحوم و مغفور) سے اردو اور عربی کتابت سیکھنے کے دوران کتب حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیہ لٹریچر لے کر پڑھنا شروع کیا۔ مسلسل آٹھ سال تک احمدیت میں تحقیق اور لٹریچر کے گہرے مطالعہ کے بعد جب اس کی صداقت سے متعلق بخوبی تسلی ہو گئی تو دسمبر ۱۹۵۹ء میں آپ نے ربوہ آکر احمدیت قبول کر لی۔ احمدیہ لٹریچر کے مطالعہ کے دوران آپ نے بڑے دلنشین اور پُر اثر رؤیا و کشوف دیکھے جن سے آپ کو احمدیت کی سچائی اور عظمت کا پورا یقین ہو گیا۔ آپ اپنے خاندان میں واحد احمدی تھے۔ قبولِ احمدیت کے بعد آپ نے اپنے آپ کو احمدیت اور خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیا۔ تا مرگ احمدیت کیساتھ باوفا اور ثابت قدم رہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان خوبیوں اور اوصاف سے نوازا تھا جو آپ کو عام لوگوں سے ممتاز کرتی ہیں آپ ایک عالم فاضل اور نیک فطرت انسان تھے۔ مذہبی اور دینی مسائل کا خوب گہرا اور وسیع مطالعہ و علم رکھتے تھے۔ قریباً ہر مذہب کی کتابوں اصولوں اور دیگر کوائف سے واقف تھے، اسی لیے ہر مذہب کے پیروکاروں سے مدلل اور ٹھوس بحث و گفتگو کر لیتے تھے۔

آپ خوش طبع اور سنجیدہ و متین مزاج کے مالک تھے۔ طبیعت میں ہلکی پھلکی مگر بہت دلکش ظرافت بھی تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ذوقِ سلیم اور بلند ذہن عطا فرمایا تھا۔ آپ کی خوبصورت سبق آموز اور مشفقانہ باتوں کی انمٹ خوشبو آج بھی چاروں طرف بکھری ہوئی محسوس ہوتی ہے ان کا مخصوص لہجہ کانوں میں گونجتا محسوس ہوتا ہے۔ آج ان کی پیار بھری باتیں اور دلنشیں نصائح ہمارے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔

آپ شرائط بیعت پر عملی اور حقیقی طور پر پورے اترنے والے تھے۔ احمدیت اور خلافت کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔ خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہنا اپنا فرضِ اوّل گردانتے۔

آپ گلگت و بلتستان کے علاقوں میں سب سے پہلے مبلغ احمدیت تھے جنہوں نے خلیفۂ وقت (خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ) کے حکم کی فوراً تعمیل کی اور کسی قسم کے خطرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس دور دراز، سفری مشکلات سے پُر راستوں والے اجنبی علاقہ میں تبلیغ کے فرائض سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا۔ وہاں بارہ سال تک آپ اپنے فرائض بڑے امن اور کامیابی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ ذہانت و فطانت عطا فرمائی تھی۔ اپنے سکول کے زمانہ میں ہر کلاس میں اوّل رہا کرتے اور کلاس کے

اپنے اموال کو خدا کی راہ میں خرچ کیجئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ نے ۱۹ر اکتوبر ۱۹۸۰ء کو لنڈن میں خطبہ عید الاضحیٰ میں فرمایا:۔

"انسان جو کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے اسے اس نے قرض قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ اس قرض کو بڑھا چڑھا کر واپس کرتا ہے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے زمانہ میں جو لوگ آپ کے فدائی تھے جو پانچ پانچ دس دس روپے آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے ان کی اولادیں آج دس ہزار روپیہ ماہوار پا رہی ہیں۔ خدا نے قرض اپنے پاس نہیں رکھا۔"

(الفضل نومبر ۱۹۸۰ء)

لہٰذا احباب جماعت سے گزارش ہے کہ کل آمد پر شرح کے مطابق لازمی چندہ جات چندہ عام حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں برکت دے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

جلسہ یوم خلافت منعقد کرنے والی لجنات

قسط ۲

کنری، کراچی قیادت نمبر ۳۔ واہ کینٹ۔ راولپنڈی چک نمبر ۱۲۷ ع ب۔ بہاولپور۔ محمود آباد۔ بہاولنگر، کوٹ احمدیہ۔ ضلع کراچی۔ کوئٹہ۔

(سیکرٹری اصلاح وارشاد لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مانیٹر ہوتے۔ پڑھنے پڑھانے اور تصنیف و تالیف کا شوق آپ میں فطری اور قدرتی طور پر ہی موجود تھا۔ آپ جن کتب کا مطالعہ کرتے ان کے مصنفین کے حالات بھی بڑے غور اور دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا کرتے اور یاد بھی رکھتے۔ آپ کی یادداشت بھی خدا کے فضل سے بہت تیز تھی۔ ہر حوالہ اور عبارت کا پتہ ہوتا کہ کس مصنف کی کس کتاب میں سے ہے۔ مطالعہ اور لکھائی میں اس قدر منہمک ہوتے کہ پوری طرح اس میں کھو جاتے اور ارد گرد کی کوئی ہوش نہ ہوتی۔ ابتدائی عمر سے ہی آپ نے بیشمار مضامین اور کئی مختصر پمفلٹ عام اصلاحی اور معلوماتی موضوعات پر لکھنے شروع کر دیئے۔ آپ کے بیشمار تحقیقی اور علمی و اصلاحی مضامین اخبارات و رسائل میں چھپتے رہتے جو کہ اہل علم و ادب میں تعریفی نگاہوں سے دیکھے اور سراہے جاتے۔ آپکو کشمیری ادب سے بھی بہت لگاؤ تھا۔ قبول احمدیت کے بعد آپ نے احمدیہ ادب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور متعدد کتب دینی و علمی لکھیں۔ آپ کا ہمیشہ یہ اصول تھا کہ جب بھی قلم اٹھایا جائے، اچھے اور بامقصد موضوع پر ہی اٹھایا جائے، ہر بات سادگی اور اختصار کیساتھ بیان کی جائے تاکہ ہر طبقہ خیال انہیں پڑھ سکے۔ عام فائدے اور اصلاحی امور کا خیال رکھا جائے۔ اور انہی باتوں کو آپ نے اپنی تصانیف میں معیار بنایا۔ آپ کی تمنا تھی کہ آپ کی تصانیف اور مضامین لوگوں کے لیے فائدہ رساں ہوں اور وہ آپ کو نیک دعاؤں میں یاد رکھیں اور یہ آپ کے لیے باعث اجر و ثواب ہوں۔ آپ کہا کرتے تھے کہ یہ قلمی جہاد کا زمانہ ہے جس قدر ہو سکے قلمی جہاد کرنا چاہیئے۔ آپ کی بہت سی کتب چھپ چکی ہیں۔ مثلاً (۱) مسیح دجال یاجوج ماجوج کا ظہور (۲) عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان کشمکش کا تاریخ (۳) حضرت مسیح کشمیر میں (۴) امام مہدی کا ظہور (۵) تاریخ احمدیت جموں و کشمیر (۶) فضائل صحابہؓ و رسولؐ (۷) مختصر حالات بانی سلسلہ احمدیہ (۸) بدر سوم کیخلاف جہاد وغیرہ۔ اول الذکر دونوں اور ایک اور تصنیف "ضرورت نبوت" نامی جو کہ فی الحال غیر مطبوعہ ہے فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے انعامی قرار دی گئیں اور مذکورہ ادارے کی طرف سے ان تینوں پر آپ کو انعام دیئے گئے۔

آپ کی اور بھی کئی تصانیف ہیں جو کہ اب تک غیر مطبوعہ ہیں۔ مثلاً تاریخ اسلام تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر، تاریخ ورکستان، تاریخ مجدد دین اسلام، انبیاء پاک و ہند، ہستی باری تعالیٰ حضرت علیؓ کی گمشدہ تفسیر، عیسائیوں پر اسلام کے احسانات وغیرہ

آپ علمی و ادبی حلقوں میں مؤرخ اور محقق کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ آپ کا انداز تحریر بہت دلچسپ اور بے تکلفانہ ہے آپ کی شخصیت کی سادگی اور خلوص و وقار کا آپ کی تحریروں میں بھی عکس عیاں ہے۔ مبالغہ آرائی سے پرہیز، اختصار، حقیقت گوئی، باولیل بات چیت، عام زود فہم مثالوں کا باموقع استعمال، توازن آپ کی تحریری خصوصیات ہیں،

آپ نے اپنے مغز سوز تحقیق و تصنیف کے کام کے ساتھ ساتھ اپنے منصبی فرائض اور ذمہ داریوں کو بھی پوری چستی اور باقاعدگی کے ساتھ نبھایا۔ اپنے احمدیت کے ۲۱/۲۲ سالہ قلیل اور مختصر عرصہ میں آپ نے بہت سا کام کر ڈالا۔ بہتوں سے بعد میں آئے اور بہتوں سے آگے نکل گئے۔ اگر آپ کی عمر وفا کرتی تو گمان غالب تھا کہ آپ کے ذہن اور علم سے ادبی دنیا میں کئی نئی اور تحقیقی تخلیقات وجود میں آتیں اور آپ کے وسیع ذخیرہ علم سے کئی لوگ مستفیض ہوتے۔

آپ کو تبلیغ کا بھی بڑا شوق اور جوش تھا جہاں بھی ہوتے تبلیغی مواقع پیدا کر لیتے۔ آپ تبلیغ ایسے انداز میں کرتے اور مسائل اس طرح سے سمجھاتے کہ سننے والا انسان ذرا بھی نہ اکتاتا اور نہ ہی برا مناتا لوگ بھی آپ کے خوبصورت اور جچے تلے انداز گفتگو سے آپ کی طرف کھنچے چلے آتے۔ روزانہ ہی تبلیغی محفلیں جمایا کرتے تھے۔ ہر ایک کی باتوں اور اعتراضات کو کھلے دل اور تحمل کیساتھ سنا کرتے۔ بڑی بڑی غصہ انگیز باتوں پر بھی ذرا غصہ نہ کرتے پھر ایسے انداز میں جواب دیتے کہ مقابل کا انسان مطمئن ہو جاتا چاہے کتنے ہی مخالفین کیوں نہ سامنے ہوں اور آپ ان میں گھرے ہوں، ہر سوال اور اعتراض کا جواب بڑی دلیری اور بغیر کسی ہچکچاہٹ سے دیا کرتے۔

آپ نے کبھی اپنی شہرت نہ چاہی۔ گمنامی کی زندگی تو پسند کرتے مرقع سادگی و قناعت تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی ناواقف آپ سے متعارف ہوتا اور اسے پتہ چلتا کہ آپ محمد اسد اللہ قریشی ہیں تو وہ حیران رہ جاتا۔ اور کہتا کہ آپ کو دیکھ کر کوئی سمجھ نہیں سکتا آپ اتنی ساری اور اتنی اچھی کتابوں کے مصنف ہوں گے۔

آپ فطری طور پر ہی عیوب دیگراں سے چشم پوشی کرنے والے واقع ہوئے تھے۔ کسی کے بڑے سے بڑے عیب کا بھی پتہ چل جاتا تو کسی اور سے اس کا ذکر نہ کرتے نہ ہی اس کو براہ راست کہتے بلکہ ظاہراً بالکل نظر انداز کر دیتے اور پھر کسی مناسب موقع پر اسے ایسے طریقہ سے سمجھا دیتے کہ اگلا انسان اثر بھی لیتا اور برا بھی نہ مناتا۔ آپ بڑے موقع شناس تھے موقع محل کے مطابق بات کیا کرتے تھے۔ دوسروں کی عزت نفس اور انہیں احساس ندامت سے بچانے کا بڑا خیال رہتا تھا۔ خطوط میں بھی تحریری وقار اور اچھے اخلاقی انداز کا بہت خیال رکھتے۔ ایک دفعہ اپنے کسی دوست کو خط لکھ رہے تھے تو میں نے کہہ دیا کہ بھلا اپنے ہم عمر اور بے تکلف دوستوں کے لیے اتنے القاب و آداب کیوں؟ تو آپ کہنے لگے کہ "احترام آدمیت و انسانیت کا خیال رکھنا ہمارا فرض ہے"۔ آپ کے دل میں لوگوں کے لیے بڑا درد تھا کہ وہ سب سلجھی ہوئی اور نیک زندگیاں بسر کرنے والے ہوں۔ بچوں کا تو خصوصی خیال رکھتے۔ کسی احمدی بچے میں کوئی خامی یا نااہلی پاتے تو آپ کو بڑا افسوس ہوتا اور آپ اصلاح کی پوری کوشش کرتے۔ بچوں کی نفسیات سے بخوبی آگاہ تھے۔ ایسے انداز میں بات سمجھاتے کہ بچہ خوشی خوشی مان جاتا۔ ہر بچے کے ساتھ یوں پیار اور شفقت کرتے کہ دیکھنے والا یہی سمجھتا کہ ان کے اپنے بچے ہیں۔ اسی طرح ہر ملنے والے کے ساتھ یوں ملتے جیسے پرانی واقفیت ہو۔ ملنے والا یہ محسوس کرتا جیسے آپ کو اس کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔ بیماروں کی عیادت کو جاتے تو اس کی بڑی ڈھارس بندھاتے اور خدا کے فضل کا یقین دلاتے اور باامید رہنے کی تاکید کرتے۔ اپنے تمام وفات یافتہ دوستوں کے لیے دعائے خیر کرتے رہتے۔ آپ کی زندگی کے بڑے پیارے اصول تھے وسیع القلبی، وسیع المذہبی، کشادہ دلی، حسن و احسان، مہمان نوازی، اپنا خلوص و محبت دوسروں کو بے غرض بانٹنا، نرم دلی، صبر و شکر وغیرہ خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ ہر ایک کے لیے آپ کی ہمدردی اور تسلی بخش باتیں بے لوث تھیں۔ آپ بڑے بے غرض انسان تھے۔ صاحب مشورہ تھے۔ جو کوئی مشورہ طلب کرتا، اپنا قیمتی وقت اسے دے کر اس کی بات پوری دلچسپی کے ساتھ سنتے اور اسے مخلصانہ اور اچھے مشورہ سے نوازتے آپ کے پاس جو کوئی دکھی اور پریشان حال انسان آتا، جاتے وقت مطمئن اور پرسکون جاتا۔ ہر ایک کی بڑی ڈھارس بندھاتے حالانکہ آپ خود ایک دکھی انسان تھے۔ اپنے گھر، وطن اور خاندان سے دور تھے آپ کے پیچھے گھر میں آپ کے کئی اعزہ و اقرباء اور والدین بھی فوت ہوئے۔ آپ صبر و استقلال سے سب کچھ سہہ گئے اور دل برداشتہ نہ ہوئے۔ قریباً چالیس برس کا عرصہ گھر سے باہر گزارا۔ پولیس کی زندگی کاٹی۔ اپنے آپ کو خود سنبھالا دیا۔ "اپنی مدد آپ" کا اصول اپنایا اور کمال ہمت اور جوانمردی سے تمام پیش آمدہ مشکلات و مصائب کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کر دکھایا کہ ایک انسان خود تنہا کیا کیا کچھ کر سکتا ہے اور بغیر کسی دنیوی سرپرست اور مددگار کے کس طرح ایک معیاری زندگی بسر کر سکنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اندر سے چاہے کتنے بھی غمگین اور پریشان کیوں نہ ہوتے، اپنے چہرے پر کبھی کوئی تاثر نہ لاتے۔ اپنے درد و غم کو محض اپنے سینے کی چار دیواری تک محدود رکھا۔ آپ کے لیے یہ بات بالکل صادق آئی کہ "جو شخص حصول علم کی خاطر گھر سے نکلتا ہے خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کی مدد کرتے ہیں"۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قدم قدم پر خود آپ کی رہنمائی فرمائی اور اپنے فرشتوں سے آپ کی نصرت و تائید فرماتا رہا۔ فالحمد للہ علی ذالک وھو الموفق وھو المستعان۔

آپ نے ہر مشکل وقت کو صبر و تحمل اور استقامت سے گزارا اور ہمیں بھی اس کا عملی سبق درس دیا۔ اپنی ہر مشکل اور تکلیف میں صرف خدا کے آستانہ پر ہی جھکتے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ آپ کا بڑا گہرا تعلق تھا۔ آپ صاحب رؤیا و کشوف تھے آپ کی بے شمار مبشر خوابیں پوری ہوتی تھیں۔ آپ ہمیشہ اپنے آپ کو فراموش کر کے دوسروں کی حوصلہ اور بے غرض و بے لوث ہو کر دوسروں کے لیے درد دل سے دعائیں کرتے نظر آتے۔ خدا تعالیٰ آپ کو بہتر اجر عطا فرمائے اور آپ کی خدمت دین کو قبول فرمائے آمین۔

آپ ۵۶ برس کی مختصر عمر پا کر دار آخرت کی طرف رحلت پا گئے آپ کی یوں اچانک وفات ہمارے لیے ایک سانحہ اور المیہ ہے۔ میں معزز قارئین سے اپنے والد صاحب کی بلندی درجات اور مغفرت و بخشش کی دعا کے لیے دردمندانہ درخواست کرتی ہوں۔ نیز ہمیں بھی اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف کے نقوش قدم کی پیروی میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

[redacted]

اطفال الاحمدیہ کے قیام کا مقصد

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

"میں نے جماعت کو کچھ عرصہ سے تین مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ جماعت کا سارا زور اس کی طاقت اسلام اور احمدیت کی اشاعت میں صرف ہو اور اسلامی عقائد کے قیام میں مشغول ہو جائے اور اعمال خیر کی ترویج میں اس کی تمام مساعی صرف ہونے لگ جائیں۔ جماعت کے یہ تین اہم حصے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، اور اطفال ہیں"۔ (الفضل ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۶ء)

کیا اطفال الاحمدیہ بھی دوسرے حصوں کی طرح اپنا مقصد پورا کر رہے ہیں؟ والدین ناظمین اطفال اور قائدین توجہ فرمائیں۔

(سیکرٹری تربیت مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چندہ مہمان خانہ مستورات

ماہ مئی میں مہمانخانہ مستورات کی کل آمد تین ہزار دو سو پچھتر روپے پچاس پیسے ہوئی ہے۔ گو مہمانخانہ تعمیر ہو چکا ہے۔ مگر ابھی کچھ غسل خانے تعمیر ہونے ہیں چند کمروں کے فرش پکے ہونے ہیں اور بھی چند ایسے کام ہوتے ہیں جن سے مہمان خواتین آرام اٹھا سکیں اس لیے میں صرف ان بہنوں سے اپیل کرتی ہوں جنہوں نے ابھی تک مہمانخانہ مستورات کی تعمیر میں کوئی حصہ نہیں لیا کہ وہ تین صد روپے دے کر اپنے نام بغرض دعا و یادگار عمارت پر کندہ کروائیں۔ لجنات بھی صرف ان بہنوں کی طرف توجہ دیں جنہوں نے یا بالکل حصہ نہیں لیا یا پھر کم لیا ہے۔ اور بقیہ دے کر تین سو والی تعداد میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جماعت کی ترقی کے لیے ہر قسم کی زیادہ سے زیادہ قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

کینیا میں لٹریچر کی مانگ

کینیا (مشرقی افریقہ) سے مشنری انچارج مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق اطلاع دیتے ہیں کہ

۵ احسان/جون کو یوم التبلیغ منایا گیا۔ اس بار ۲۴ احباب نے اس میں شرکت اختیار کی۔ ایک نوجوان عیسائی جو عرصہ سے زیر تبلیغ تھا اس نے بھی ہمارے اس پروگرام میں شمولیت کی۔ اس بار یوم التبلیغ پچھلے تمام دنوں سے زیادہ کامیاب رہا۔ پانچ ہزار شلنگ کی کتب اس بار لوگوں نے خریدیں۔ اس سے قبل زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ ہزار شلنگ کی کتب فروخت ہوئی تھیں۔ سینکڑوں پمفلٹ مفت تقسیم کیے گئے۔

۱۱ جون کو یہاں کے ایک بہت بڑے تاجر اور زمیندار جو کہ افریقن قبیلہ KIKUYU سے تعلق رکھتے ہیں کی خواہش پر ان کے آفس میں ان سے ملاقات کی۔ انہیں انگریزی ترجمۃ القرآن کا تحفہ دیا۔ انہوں نے آخر میں اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان کے بیوی بچوں کو بھی اسلام سے متعارف کیا جائے۔ چنانچہ اس بارہ میں وہ ایک اچھی تقریب منعقد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

پچھلے دنوں یہاں اخبارات میں یہ بحث چل نکلی کہ حضرت مسیح کا مشن بنی اسرائیل تک محدود تھا یا وہ ساری دنیا کے لئے مبعوث تھے۔ محترم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق نے بائیبل اور قرآن کریم کی روشنی میں اخبار کو ایک خط لکھا جس میں ثابت کیا کہ مسیح صرف بنی اسرائیل کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ یہ خط ایک روزنامہ میں شائع ہوا جو سواحیلی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ محترم جمیل الرحمٰن صاحب نے اخبار کا تراشہ وکالت تبشیر کو بھی بھجوایا ہے۔

رمضان کے بارہ میں ایک ہفت روزہ رسالہ میں آپ کا ایک مقالہ شائع ہوا جس میں انہوں نے رمضان کی اہمیت اور فضیلت کے ضمن میں یہ بھی بیان کیا کہ مسیح جب ۴۰ روز تک شیطان سے آزمائے گئے تو روزہ کی برکت سے آپ اس پر غالب رہے

(مرسلہ وکالت تبشیر ربوہ)

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

دعائے مغفرت

خاکسار کی تایازاد بہن آپا بشریٰ بنت چوہدری محمد دین صاحب چیمہ مرحوم (جو کہ محترم چوہدری محمد پناہ صاحب باجوہ مرحوم کی اہلیہ ہیں) کا جوان سال بیٹا عزیزم محمد یعقوب بعمر ۲۵ سال ۱۵ جولائی ۱۹۸۳ء کو مختصر سی بیماری کے بعد چک نمبر ۱۹۱ ضلع بہاولنگر میں وفات پا گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

عزیزم بہت ہونہار نوجوان تھا۔ یہ صدمہ ہماری آپا پر بہت بھاری ہے۔ احباب مرحوم کی مغفرت، بلندیٔ درجات کے لیے اور ان کی والدہ اور بہن بھائیوں اور ہم سب کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(نذیر احمد خادم قائد مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ بہاولنگر چک ۱۸۴)

۲۔ خاکسار کا چھوٹا بھائی عزیزم منیر الدین ابن میاں محمد دین صاحب قادیانی ۲ جولائی کو لاہور میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ ربوہ لایا گیا جہاں اگلے روز یعنی ۳ جولائی ۱۹۸۳ء کو بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ ۲ بیٹے اور ۲ بیٹیاں چھوڑیں ہیں۔ تمام بچے ابھی کم سن ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ درجات بلند کرے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور بچوں کا خود حافظ ناصر اور کفیل ہو آمین۔

(رفیع الدین ۳۳/۶ دارالرحمت غربی ربوہ)

ٹنڈر نوٹس

میونسپل کمیٹی میانوالی کو مندرجہ ذیل کاموں کے لیے منظور شدہ ٹھیکیداران برائے سال ۸۴-۱۹۸۳ء سے مورخہ ۲۱/۸/۸۳ بوقت ۱۲ بجے دن سربمہر ٹنڈر مطلوب ہیں۔ ٹنڈر اسی دن حاضر آمدہ ٹھیکیداران کی موجودگی میں کھولے جائیں گے۔ ٹنڈر فارم ایک روز قبل بعوض مبلغ -/۲۵ روپے فی فارم جاری کیے جائیں گے۔ دو فیصد زر بیعانہ ہمراہ ٹنڈر فارم بصورت کال ڈیپازٹ آنا ضروری ہے۔ ٹنڈر ریٹ شیڈول آف ریٹ ۸۰-۱۹۷۹ء سے فیصد کم یا زیادہ کی بنیاد پر درج کیے جائیں شروط ٹنڈر قابل قبول نہ ہوں گے۔ بل کی ادائیگی فنی منظوری کے تابع ہوگی۔ زیر دستخطی کو اختیار ہوگا کہ وہ کوئی وجہ بتائے بغیر کوئی یا تمام ٹنڈر منسوخ کر دے۔ جاری شدہ ٹنڈر کٹنگ کی صورت میں قابل قبول نہ ہوگا۔ کال ڈیپازٹ کے مطابق جس کام کے لیے ٹنڈر جاری ہوگا۔ صرف وہی قابل قبول ہوگا۔ سڑک کی تعمیر میں روڈ رولر اور دیگر سینری اور تارکول کے بندوبست کرنے کا ٹھیکیدار خود ذمہ دار ہوگا۔

نمبر شمار	نام کام	تخمینہ	زرضمانت	میعاد
۱	تعمیر سڑک ریلوے کراسنگ تا چوک کالا باغ	-/۳۶۱,۰۰۰ روپے	-/۷۲۵۰ روپے	۵ ماہ
۲	ریکنڈیشننگ گلی سہراب خان وارڈ نمبر ۱	-/۶۶۰۰۰ "	-/۱۳۵۰ "	۳ "
۳	ریکنڈیشننگ چوک پوسٹ آفس تا گلبرگ ہوٹل	-/۳۶۰۰۰ "	-/۷۲۰ "	" "
۴	تعمیر سڑک ریلوے پل جنوبی تا مسجد مدنی	-/۲,۵۹,۰۰۰ "	-/۵۲۰۰ "	۴ "
۵	مرمت سڑک جنوبی پھاٹک تا چوک گلبرگ ہوٹل	-/۱,۵۰,۰۰۰ "	-/۳۰۰۰ "	" "
۶	ریکنڈیشننگ گلی درکھاناں	-/۴۰,۰۰۰ "	-/۸۰۰ "	۳ "
۷	تعمیر بلڈنگ سکول وارڈ نمبر ۴	-/۸۰,۰۰۰ "	-/۱۶۰۰ "	۵ "
۸	تعمیر بلڈنگ سکول وارڈ نمبر ۱۲	-/۸۰,۰۰۰ "	-/۱۶۰۰ "	" "
۹	تعمیر کمرہ ڈیپ میونسپل ہائی سٹیڈیم	-/۶۰,۰۰۰ "	-/۱۲۰۰ "	۴ "
۱۰	مرمت سڑک عیدگاہ تا تحصیل پرانی بلوخیل	-/۵۰,۰۰۰ "	-/۱۰۰۰ "	" "
۱۱	بچھانا سیوریج لائن مکان عبدالرحمٰن قصاب تا مکان شاہ عالم خاں	-/۳۰,۰۰۰ "	-/۶۰۰ "	۲ "
۱۲	" " " گلی فضل احمد خان تا پنجاب جنرل سٹور	-/۳۰۵۰۰ "	-/۶۰۰ "	" "
۱۳	" " " غلام قاسم خان وارڈ نمبر ۶	-/۲۵۰۰۰ "	-/۵۰۰ "	" "
۱۴	" " " شیر خان وارڈ نمبر ۱۱	-/۲۸۰۰۰ "	-/۵۶۰ "	" "
۱۵	" " " مکان رحیم کمہار گلی ایاز خاں وارڈ نمبر ۴	-/۲۵۰۰۰ "	-/۵۰۰ "	" "
۱۶	" " " شیخ محمد حسین وارڈ نمبر ۸	-/۱۳۰۰۰ "	-/۲۶۰ "	" "
۱۷	" " " نور محمد تا مکان عبدالستار خوجہ	-/۱۷۵۰۰ "	-/۳۶۰ "	" "
۱۸	" " " شیخ غلام حسین تا مکان حمید و دتہ خلیل	-/۲۱,۰۰۰ "	-/۶۴۰ "	" "

میاں غلام حیدر میانہ بی اے، ایل ایل بی چیئرمین بلدیہ میانوالی

I.P.L 5793

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افتتاح بقیہ صفحہ اول

کی اجازت کا خط لکھ دیا اب ہم کو خدا تعالیٰ نے حوصلہ اور طاقت دے دی ہے۔ ہم پورا چندہ ادا کریں گے۔ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے لکھا کہ بڑی تنگی ہے، حالات خراب ہیں چندہ میں کمی کی اجازت دی جائے مگر تھوڑی ہی دیر میں اللہ نے ایسا فضل ان پر فرمایا کہ وہ نہ صرف لازمی چندے بلکہ طوعی چندوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگے۔ بہت بڑی برکات ان کو مل رہی ہیں۔

آپ لوگ چندوں کا مطالبہ نہ کریں سچائی کا مطالبہ کریں۔ نفس کی سچائی کا اور جھوٹ نہ بولنے کا مطالبہ کریں۔ یہ اصل بات ہے اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اس بارے میں سسٹم کی اصلاح کی بھی ضرورت ہے۔ تاجروں کو براہ راست نہیں تو بالواسطہ ایسی صورت پیش آجاتی ہے کہ ان سے بات کرو تو وہ کئی قسم کے اخراجات گنا دیتے ہیں کہ گھر کا اعلیٰ معیار تو تجارتی مصالح کی بنا پر ہے۔ اس کے علاوہ فلاں فلاں خرچ ہے اس طرح سے سو بہانے مل جاتے ہیں جھوٹ بولنے کے ایسے لوگوں سے ہم یہ کہتے ہیں کہ زیادہ تفصیل میں نہ جائیں فی الحقیقت جو ان کا واجب الادا چندہ بنتا ہے وہ ضرور ادا کریں اور کہیں کہ سو بنتا ہے یا دو سو بنتا ہے اتنا چندہ ادا کروں گا۔

ایک اور بات یہ ہے کہ ربوہ کے حلقوں میں صد سالہ جوبلی کے چندوں میں بڑی کمی نظر آتی ہے۔ باقی جماعتوں کے سالانہ چندوں میں اور صد سالہ جوبلی کے چندوں از خود ایک نسبت طے پا گئی ہے لیکن ربوہ میں اس نسبت سے اس میں بہت کمی ہے۔ ربوہ کا چندہ عام اور چندہ حصہ آمد کراچی کے برابر ہے کراچی کا جوبلی کا چندہ ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے ہے لیکن ربوہ کا صد سالہ جوبلی کا چندہ صرف بیس لاکھ ہے۔ اب شاید کچھ بڑھ گیا ہو۔ یہ تو کوئی نسبت ہی نہیں اور پھر ربوہ کے چند آدمیوں کا جوبلی کا چندہ سات آٹھ لاکھ روپے ہے باقی چندہ اہل ربوہ کا ہے اس ضمن میں کارکنوں سے غفلت ہوئی ہے۔ صحیح طور پر توجہ نہیں دلائی گئی۔ اس کی طرف توجہ کریں۔

دفتر اللہ تعالیٰ کے فضل سے خوش اسلوبی سے بن گیا ہے اور اس طرح سے آپ کا ایک اور قدم آگے بڑھ گیا ہے۔ لیکن آپ جتنے قدم آگے بڑھاتے ہیں حسد پیدا ہو رہا ہے ربوہ کے ماحول میں بعض ایسے مخالف ہیں جو اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح سے اللہ نے ان کو جو دیا ہے، اس کا بدلہ جبر کے لگا کر اتاریں۔ ترقی تو ان سے رک نہیں سکتی اس لئے وہ آجکل اس کوشش میں ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بہانوں سے فساد پیدا کریں۔ اس ضمن میں احمدی نوجوانوں کو بار بار نصیحت بھی کی جاتی ہے پھر بھی بعض نوجوان برداشت نہیں کر سکتے اور جواب دے دیتے ہیں۔ تمام دنیا کے حالات کے حوالے سے ایسی صورت حال میں اشتعال آنا درست ہوتا ہے لیکن جماعتی نقطۂ نظر سے ایسی صورت حال کے جواب میں چھوٹے سے چھوٹا قدم اٹھانا بھی درست نہیں۔ ربوہ میں ہم نے کسی قیمت پر بھی فساد پیدا نہیں ہونے دینا

آج سب محلوں کے صدر صاحبان یہاں جمع ہیں میں ان سب کو پابند کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے محلے میں ایسے نوجوانوں کو سمجھائیں جو مشتعل ہو جاتے ہیں ان پر پابندیاں لگائیں کہ وہ ایسے ابتلا سے الگ ہو جائیں کسی قیمت پر بھی اہل ربوہ کی طرف سے دشمنوں کو بہانہ نہیں ملنا چاہیئے۔ اور آپ اس ضمن میں جو کارروائی کریں اس کی اطلاع صدر عمومی کے توسط سے مجھے بھی دیں۔

اللہ کے فضل سے اب آپ کا دفتر بن گیا ہے۔ اب کام کی رفتار میں تیزی آنی چاہیئے اور آئندہ سال یہ محسوس ہونا چاہیئے کہ آپ کے کام میں ایک نئی چھلانگ لگائی گئی ہے۔

آئیں اب مل کر دعا کر لیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب حاضرین سمیت دعا کرائی۔ جس کے بعد اس مبارک موقع پر شیرینی تقسیم کی گئی۔ اس کے بعد حضور نے صدران محلہ جات کے ساتھ دفتر کے اندرونی ہال میں تشریف لے جا کر فوٹو کھنچوائی اور اس کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

ربوہ میں مکان بنانے یا زمین خریدنے والے متوجہ ہوں:

بہت سے احباب ربوہ یا اس کے مضافات میں مکان بنانے کے خواہشمند ہیں بعض بنا بنایا مکان اور بعض خالی قطعہ زمین خریدنا چاہتے ہیں۔ ایسے احباب کے لئے دفتر کمیٹی آبادی ربوہ نے مدد۔ مشورہ اور معلومات مہیا کرنے کا انتظام جاری کیا ہے۔ لہٰذا ایسے تمام احباب اپنی ضرورت سے دفتر کمیٹی آبادی ربوہ کو مطلع کریں اور اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔ امید ہے اس طرح احباب کو جو غیر معمولی قیمتیں ادا کرنی پڑتی ہیں اور دوسرے مسائل پیدا ہوتے ہیں وہ بھی دور ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ (سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ)

"بیوت الحمد" منصوبہ کیلئے قربانی

بیرون پاکستان کے احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ "بیوت الحمد منصوبہ" کے لئے مزید ۱۶۳۰ ڈالرز کے وعدے کئے ہیں اور ساتھ ہی ۵۷۸ ڈالرز کی نقد ادائیگی بھی کر دی ہے۔ نمایاں وعدہ کرنیوالے مزید احباب کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ یعقوب احمد صاحب ۱۰۰۰ ڈالرز ۲۔ چوہدری منیر احمد صاحب ۵۰۰ ڈالرز
۳۔ سید محمد حلمی الشافی صاحب ۵۰۰ " ۴۔ ملک عبدالحمید صاحب ۵۰۰ "
۵۔ سعید احمد ملک صاحب ۵۰۰ "

احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے ہر آن معین و مددگار رہے اور ہر قسم کی مشکلات سے محفوظ رکھے۔

(وکیل المال ثانی، تحریک جدید)

درخواست ہائے دعا

" میری اہلیہ صاحبہ کچھ عرصہ سے تشویشناک طور پر علیل ہیں اُن کی غذا کی نالی میں زخم ہے۔ حال ہی میں ان کی حالت بہت تشویشناک ہو جانے کی وجہ سے ان کو ڈھاکہ میں ہسپتال میں داخل کرایا جا چکا ہے۔ جہاں پر عنقریب اُن کا "میجر اپریشن" ہونیوالا ہے۔

خاکسار تمام بزرگان سلسلہ اور احباب کرام اور خواتین جماعت احمدیہ کی خدمت میں میری اہلیہ صاحبہ کی شفایابی کیلئے اور ان کے اپریشن کے ہر لحاظ سے کامیاب ثابت ہونے کیلئے دردمندانہ دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ امید ہے کہ احباب کرام میری اہلیہ صاحبہ کے لئے خاص طور پر دعا کریں گے "

(سید اعجاز احمد۔ مربی سلسلہ احمدیہ (ریٹائرڈ)
حال برہمن بڑیہ (بنگلہ دیش))

میرے بچے عزیزم بشارت حمید کا گر جانے کی وجہ سے بازو کہنی سے اتر گیا ہے اور اس وقت میو ہسپتال لاہور میں داخل ہے۔ احباب کرام سے بچے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(حمید اللہ۔ "الفردوس" انارکلی لاہور)

خاکسار کے برادر نسبتی مکرم مرزا محمود احمد صاحب مبلغ مانچسٹر انگلینڈ کی شادی کو قریباً ۱۱ سال کا عرصہ گذر چکا ہے تاحال اولاد نرینہ سے محروم ہیں تین بچیاں ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد نرینہ سے نوازے اور بچیوں کو نیک صالحات اور لمبی عمر والی بنائے۔ آمین۔

(مرزا عبدالرحیم سوڈھیوال کالونی لاہور)

• میرے دوست ظفر اللہ ملک اور ظفر محمود ملک سائیکل کے ایک حادثے میں ۲۰ جولائی کو شدید زخمی ہو گئے ہیں اول الذکر راولپنڈی میں واپڈا کے ملازم ہیں اور انہیں آنکھ اور کان کے درمیان ٹانکے لگے ہیں

(طارق خان مندرانی ریلوے روڈ ربوہ)

ولادت

مجھے اللہ تعالیٰ نے ۳۰ جون ۸۳ء بوقت ۱½ بجے بعد دوپہر ایک بچی سے نوازا ہے بچی جناب خانصاحب محمد یعقوب خان مرحوم (یکے از اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی پوتی ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو صحت والی لمبی عمر عطا کرے اور ہم سب کیلئے قرۃ العین اور خادمۂ دین بنائے۔ نومولودہ کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطیۃ النور تجویز فرمایا ہے۔

(کیپٹن عبدالسلام خان ۱۳۹۔ اے احمد پارک گارڈن ٹاؤن۔ لاہور)

دعائے مغفرت

میری سب سے چھوٹی خالہ محترمہ محمدی بیگم صاحبہ زوجہ قاضی عطاء اللہ صاحب مرحوم جو محترم قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں ۱۱ جولائی ۱۹۸۳ء کو عین اُس وقت جب ماہ شوال کا ہلال طلوع ہوا اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اگلے روز اُن کا جسد خاکی لاہور سے نماز عید سے آدھ گھنٹہ قبل ربوہ پہنچا اور نماز عید کے بعد ۱۱ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد مبارک کے پاس جنازہ پڑھایا مرحومہ کی تدفین قبرستان عام نمبر ۱ میں ہوئی۔ مرحومہ نے دو بیٹیاں یادگار چھوڑیں ہیں جو شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔

قارئین الفضل سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے اور ان کے جملہ پسماندگان کے صبر جمیل کے لیے دعا کریں۔

(محمودہ بیگم اہلیہ محمد سعید انصاری ربوہ)